

اسلامی ریاست

اسلامی معاشرہ اور اسلامی قومیت

مولانا امین احسن اصلاحی

اخوت اور بھائی چارگی کی اس عمارت میں عینی اینٹیں بھی لگانی گئیں۔ سب پر اسلام کا چھاپ تھا۔ کسی غیر اسلامی روٹے یا پتھر کے لیے اس میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

”مسلمان ایک مسلمان کے لیے ایسا ہی ہے جیسے ایک دیوار جس کی سر اینٹ دوسری اینٹ کو تقویت پہناتی ہے۔ اس پر سے اسلامی معاشرہ کو ایک جسم سے تشبیہ دی گئی اور اس کے تشکیل کرنے والے اجزاء کو اس جسم کے اعضا کی حیثیت دی گئی جو اس جسم کے تمام احساسات میں برابر کے شریک ہیں۔“

”مسلمانوں کی مثال آپس کی محبت، آپس کی دردمندی اور آپس کی مہمردی میں ایسی ہے جیسے ایک جسم ہو کہ اس کے اگر کسی ایک عضو میں بھی کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور تجار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس معاشرہ اور اس قومیت نے جب ایک ریاست کی شکل اختیار کی تو ان لوگوں کے لیے جن کو اس کے اندر مکمل شہریت کے حقوق حاصل ہوئے۔ مسلم کا لفظ استعمال ہوا۔ مسلم کا لفظ قرآن اور حدیث میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک خدا اور رسول کے کامل فرمانبردار کے معنی میں دوسرے ایک اسلامی ریاست کے شہری کے لیے۔ عام اس سے کہ وہ صرف ظاہر میں اسلام کو مانتا ہے یا دلی سے بھی اس کو مانتا ہے۔“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ سے طریقہ پر نماز پڑھی، مجھ سے قبلہ کی طرف رخ کیا اور عمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم (اسلامی ریاست کا شہری) ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ قائم ہو چکا ہے تو اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی ضمانت میں دعا یا زبانی نہ کرو۔“

(بخاری باب فی فضل استغفار النبی)

میکون بن لیا نے اس بن مالک سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ آدمی کے جان و مال کو کیا چیز محترم ہوتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کی گواہی دے، ہمارے قید کی طرف رنج کرے، ہمارے طریقہ پر غلط پڑے اور ہمارا ذبیحہ گھٹائے تو وہ مسلم (اسلامی ریاست کا شہری) ہے۔ اس کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہوں گے اور اس پر مسلمانوں کی ہی ذمہ داریاں ہوں گی۔ (بخاری باب مذکور)

اس اسلامی ریاست میں ایک مسلم کا تو یہ درجہ قرار پایا کہ اگر وہ حکومت کا صدر یا خلیفہ بن جائے تو خواہ کسی ذات برادری، کسی نسل و نسب، اور کسی ملک و وطن سے تعلق رکھتا ہو۔ معروف میں اس کی اطاعت واجب ہوگئی۔ برعکس اس کے ایک غیر مسلم کو یہ حیثیت کسی حال میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا:

”ستور اور فلولو اگرچہ تمہارے اوپر ایک حبشی غلام بھی امیر بنا دیا جائے جس کا سر شقی حبیباً ہو۔“

اسلام کے بنائے قومیت ہونے کا راز | ان واضح اور قطعی دلائل کے بعد کسی شخص کے لیے یہ کہنے کی گنجائش

باقی نہیں رہتی کہ اسلام میں قومیت کی بنیاد اسلام کے سوا کوئی اور چیز ہے۔ البتہ ایک خام ذہن میں یہ شبہ ممکن ہے پیدا ہو کہ یہ ایسی طرح کا ایک مذہبی تعصب ہے جیسا کہ سہر مذہب کے ماننے والوں کے اندر ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے نظام اجتماعی کا تصور نہیں کر سکتے جس میں ان سے مختلف عقیدہ و مسلک رکھنے والے بھی مساوی حیثیت سے حصہ دار ہو سکیں۔ اس زمانہ میں چونکہ مذہب اور ریاست کی علیحدگی کا تصور ذہنوں پر پوری طرح مستولی ہو چکا ہے اس وجہ سے نہ صرف غیر مسلم بلکہ بہت سے مسلمان بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اس سبب سے ضروری ہے کہ ہم اس کے اصل اسباب واضح کر دیں۔ ہمارے نزدیک اس کے خاص سبب تین ہیں۔

ایک سبب اس کا یہ ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں دین اور دنیا یا مذہب اور سیاست کا الگ الگ کوئی تصور نہیں ہے اس نے ہماری زندگی کے کسی گوشہ کو بھی، خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی آزاد نہیں چھوڑا ہے۔ اس نے جس طرح ہماری شخصی زندگی سے متعلق احکام دئے ہیں اسی طرح ہماری اجتماعی اور سیاسی زندگی سے متعلق بھی احکام دئے ہیں اور خاص شرائط کے پیدا ہوجانے کے بعد ان کی تعمیل کا بھی اسی طرح مطالبہ کیا ہے جس طرح شخصی زندگی سے متعلق احکام و قوانین کی تعمیل کا مطالبہ کیا ہے۔ ایک ایسا

مذہب جس کا مزاج اس طرح کا مجہگیر اور کھیت پسند ہو اس کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ قومیت کی اسٹیپے سوا کسی اور چیز کو بننے دے۔ اگر اجتماعی زندگی کی تشکیل کسی اور اصول پر ہو جائے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قوم کا اجتماعی وجود ان احکام سے نفاذ کرے جو اسلام نے اجتماعی زندگی سے متعلق دئے ہیں۔

اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اسلام انسانوں اور انسانوں کے درمیان عقائد اور اصول کے اختلاف کے سوا ہر اختلاف کو غیر عقلی اور غیر فطری قرار دیتا ہے۔ وہ اس بات کو بالکل احمقانہ قرار دیتا ہے کہ ایک ہی آدم کی اولاد میں محض اس بنا پر فرق کیا جائے کہ ایک شخص کالا ہے، دوسرا گورا ہے، ایک شخص جو منسوب سے تعلق رکھتا ہے دوسرا اطالوی نسب سے۔ ایک شخص ترکی بولتا ہے، دوسرا عربی بولتا ہے یا ایک شخص ایک خاص سرزمین پر پیدا ہوا ہے اور دوسرا اس سرزمین پر نہیں پیدا ہوا ہے۔ آخر ایک ہی آدم و حوا کی اولاد میں، ایک ہی سے عقلی اور فطری مطالبات رکھنے والوں میں، ایک ہی سے میلانات و جذبات کے حاملوں میں اور ایک ہی سے انفرادی و اجتماعی تقاضے محسوس کرنے والوں میں محض ایسے طواہر کی تیار کیوں فرق کیا جائے جو یا تو اتفاقی ہیں یا جن کا تعلق محض آب و ہوا سے ہے؟ انسان کی اصل خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے اندر ایک عقلی ہستی رکھتا ہے اور فاطر کی طرف سے ایک خاص فطرت لے کر آیا ہے۔ اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل و فطرت کا بالکل صحیح مظہر ہے، اس وجہ سے جو لوگ اس کو مانتے ہیں ان کو تو وہ صراط مستقیم پر قرار دیتا ہے اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے ان کو صراط مستقیم سے منحرف قرار دیتا ہے۔ ان کے متعلق اسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنی عقل اور اپنی فطرت کے باطنی اور اپنی خواہشات اور اپنے تعصبات کے پیرو ہیں اس وجہ سے اسلام ان تمام لوگوں کو تو بلا لحاظ نسل و نسب اور بلا امتیاز زبان و وطن باہم دگر جوڑتا ہے جو اسلام کو بحیثیت ایک نظام زندگی کے تسلیم کرتے ہیں اور ان لوگوں کو اس قومیت سے الگ رکھتا ہے جو اسلام کو نہیں مانتے۔ اسلام انسانوں اور انسانوں کے درمیان صرف اسی ایک تفریق کو صحیح اور عقلی قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بنیادوں پر وہ ہر جمع بالتفریق کو ناجائز قرار دیتا ہے۔

اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ قومیت کے جو معروف عوامل ہیں یعنی نسب یا وطن وغیرہ ان کے جو فطری حقوق ہیں وہ تو، جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں، اسلام نے بہتر سے بہتر طریقے پر خود پورے کر دئے ہیں۔ وہ سارے حقوق خود اسلام کا جزیں چکے ہیں اور ایک سچے مسلمان کے لیے ان کا ادا کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح روزے نماز کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اب اس سے زیادہ جو لوگ ان چیزوں کو اہمیت دینا چاہتے ہیں یا دیتے ہیں وہ درحقیقت نسل یا وطن کے کسی فطری تقاضے کو نہیں پورا کر رہے ہیں بلکہ وہ ان کو وہ حقوق دینا چاہتے ہیں جو ان کے نہیں ہیں بلکہ خدا کے لیے خاص ہیں۔ ان چیزوں کو قومیت کی بنیاد تسلیم کر لینے سے نوع انسانی مختلف گروہوں اور ٹولوں میں بلا کسی سبب معقول کے تقسیم ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر تعصبات اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں، عداوتیں اور دشمنیاں ہوتی ہیں۔ ہر قوم کی قومیت اور اس کی وطن دوستی کا یہ لازمی تقاضا بن جاتا ہے کہ وہ دوسری قوم سے لڑے ہر نسل اس بات کو ایک ذریعہ قومی تضحیتی ہے کہ وہ دوسری نسل پر اپنا نفوق جتائے۔ ہر زبان کے بولنے والے اپنا یہ پیدائشی حق بتاتے ہیں کہ ان کو ایک الگ قوم کی حیثیت سے منظم ہونے کا موقع ملے اور دنیا اور پہاڑ کی ہر حد فاصل صرف زمین کے دو ٹکڑوں ہی کے درمیان حد فاصل نہیں رہتی ہے بلکہ وہ انسانوں اور انسانوں کے درمیان بھی ایک حد فاصل بن جاتی ہے۔ اسلام ایک امن اور سلامتی کا مذہب ہے وہ انسانوں کو کاٹنے نہیں بلکہ جوڑنے آیا ہے۔ پھر وہ کس طرح یہ نگارا کر سکتا ہے کہ محض وہی اور خیالی تعصبات کی بنیاد پر دنیا میں یہ فساد فی الارض برپا رہے۔ اس وجہ سے وہ انسانیت کی تنظیم کے لیے نہایت اعلیٰ عقلی اور فطری اصول دینا ہے اور لوگوں کو دعوت دینا ہے کہ وہ نسل و نسب اور زبان اور وطن کی تمام تنگ نظریوں سے بالاتر ہو کر ان اصولوں پر مجتمع ہوں تاکہ خدا کی زمین پر بے شمار چھوٹی چھوٹی لڑنے والی ٹولوں کی جگہ ایک ایسا گھرانہ آباد ہو جائے جس میں خدا کی ساری مخلوق اور آدم کی پوری نسل سما سکے۔ صرف وہی اس سے الگ رہ جائیں جو نسلی اور وطنی تنگ نظریوں کے مرض اور اپنے مخصوص مفادات کی خاطر انسانیت کے وسیع مفادات کے دشمن ہوں۔

اسلامی قومیت اور غیر مسلم | اب تفصیل سے یہ بات آپ سے آپ واضح ہوگی کہ غیر مسلم اسلامی قومیت کا

کوئی جز نہیں بن سکتا اور باخفا ہی یہ حقیقت بھی سامنے آگئی کہ اس تفریق کا باعث کوئی مذہبی تقصیب نہیں ہے بلکہ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ قومیت کے ان وسیع تصورات کو جو اسلام پیش کرتا ہے، اپنانے کے بجائے ایسے محدود تصورات پر اصرار کرتے ہیں جن سے امن و سلامتی کے بجائے زمین میں ہمیشہ فساد برپا رہے۔ اسلام ان کونسل و نسب اور ملک و وطن کی تنگ نایوں سے نکال کر وحدت امت، وحدت آدم اور وحدت فطرت انسانی کے عالمگیر اصولوں پر لانا چاہتا ہے لیکن حیب وہ اپنی تنگ نظریوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو وہ بجائے اس کے کہ ان کی خاطر اپنے آپ کو ان تنگ نظریوں میں گرفتار کرادے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر غیر مسلم اسلامی قومیت کا جز نہیں بن سکتے تو ایک اسلامی نظام میں ان کے لیے کون سی جگہ ہے۔ اس سوال کا جواب ہم نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس سلسلہ کے ایک دوسرے بحث میں دیا ہے۔ وہاں ہم نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ غیر مسلم اگرچہ اسلامی قومیت کا کوئی جز نہیں ہیں لیکن اسلامی نظام میں ان کے لیے نہایت باعزت جگہ محفوظ کر دی گئی ہے۔

تاریخ اسلام

ہندو پاکستان کے مشہور مورخ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کے قلم سے، مکمل تین حصوں میں جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک سے لے کر قیام پاکستان تک کی مکمل تاریخ اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ مستشرقین کے پھیلے ہوئے فتوں کا خود بخود ٹوڑ ہوتا چلا جاتا ہے۔

قیمت مکمل سیٹ - ۳۶ روپے، تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔

معنی کا پتہ: مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان، اچھرا لاہور (سیل ڈپو: چوک نیارا نارنگی لاہور)

اسے یہ بحث ایک رسالہ کی شکل میں چھپ کر غیر مسلموں کے حقوق کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔